آیت - 50120

السؤال

درج ذيل فرمان بارى تعالى كا معنى كيا ہے:
اور سياہ دھاگے سے فجر كا سفيد دھاگہ ظاہر ہونے تك كھاتے پيتے رہو . ؟

الإجابة المفصلة

فرمان بارى تعالى ہے:

تمہارے ليے رمضان كى راتوں ميں اپنى بيويوں سے صحبت كرنا حلال كر ديا گيا ہے، وہ تمہارے ليے لباس ہيں اور تم ان كے ليے لباس ہو، اللہ تعالى نے جان ليا ہے كہ تم اپنے نفسوں كى خيانت كرتے ہو، چنانچہ اس نے تمہارى طرف توجہ كرتے ہوئے تمہيں معاف كر ديا، لہذا تم اب ان سے مباشرت كرو اور جو كچھ اللہ نے لكھ ديا ہے اسے تلاش كرو، اور رات كے سياہ دھاگے سے فجر كا سفيد دھاگہ ظاہر ہونے تك كھاتے پيتے رہو، پھر تم رات تك روزہ پورا كرو (البقرۃ 187).

اس كا معنى يہ ہے كہ اللہ تعالى نے روزے دار كے ليے طلوع فجر كا يقين ہونے تك كھانا پينا مباح كيا ہے.

اور آيت ميں سفيد دھاگے سے دن اور سياہ دھاگے سے رات مراد ہے.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ كہتے ہيں:

آيت كا معنى يہ ہے كہ: رات كى سياہى سے دن كى سفيدى ظاہر ہو جائے اور يہ تبيين اور ظہور فجر صادق كے وقت ہو جاتا ہے.

قولہ: فجر سے يہ سفيد دھاگہ (خيط الابيض) كا بيان ہے، اور سياہ دھاگے كا بيان اس ليے رہنے ديا ہے كہ دونوں ميں ايك كو بيان كرنا دوسرے كے ليے كافى ہے. اھـ

اور بعض صحابہ كرام رضى اللہ تعالى عنہ اس آيت سے مخالف معنى سمجھ بيٹھے انہوں نے اس سے مراد حقيقى دھاگہ ليا، چنانچہ ايك صحابى كے متعلق آتا ہے كہ اس نے اپنے تكيہ كے نيچے يا اپنے پاؤں كے ساتھ سفيد اور سياہ دھاگہ باندھ ليا اور ان ميں سے ايك كے ظاہر ہونے تك كھاتے پيتے رہے، اس غلطى كا سبب آيت ميں " من الفجر " كے الفاظ نہيں تھے، تو بعض صحابہ اس سے وہى معنى سمجھ بيٹھے جس كى طرف فورى طور پر ذہن جاتا ہے كہ

دھاگہ سے مراد دھاگہ ہی ہے تو پھر اللہ تعالی نے " من الفجر " فجر سے كے الفاظ كچھ مدت بعد نازل فرما ديے، اور بعض علماء كرام كا كہنا ہے كہ: يہ مدت ايك برس ہے، تو پھر اللہ تعالی نے " من الفجر " كے الفاظ نازل فرمائے، تو صحابہ كرام كو علم ہوا كہ سفيد دھاگہ سے مراد دن اور سياہ دھاگہ سے مراد رات ہے.

بخاری اور مسلم ميں سہل بن سعد رضی اللہ تعالی عنہما بيان كرتے ہيں كہ جب يہ آيت:

سياہ دھاگے سے سفيد دھاگہ ظاہر ہونے تك كھاتے پيتے رہو . اس ميں" من الفجر " فجر سے ابھی يہ الفاظ نازل نہيں ہوئے تھے، تو لوگ جب روزہ ركھنا چاہتے تو ان ميں سے ايك شخص نے اپنی ٹانگ كے ساتھ سفيد اور سياہ دھاگہ باندھ ليا، اور ان دونوں كو اچھی طرح ديكھے جانے تك كھاتا پيتا رہا، تو اللہ تعالی نے بعد ميں " من الفجر " فجر سے " كے الفاظ نازل فرما ديے، تو پھر انہيں علم ہوا كہ اس سے مراد رات اور دن ہيں

(صحيح بخاری حديث نمبر (1917) صحيح مسلم حديث نمبر (1091

ان صحابہ كرام نے دھاگہ اپنے ظاہری معنی ميں ليا، اور جب " من الفجر " كے الفاظ نازل ہوئے تو انہيں اس كی مراد سمجھ آئی.

اور عدی بن حاتم رضی اللہ تعالی عنہ بھی اس آيت سے وہی سمجھے جو دوسرے صحابہ سمجھے تھے حتی كہ رسول كريم صلی اللہ عليہ وسلم نے انہيں سمجھايا كہ اس سے مراد وہ نہيں جو آپ سمجھ رہے ہيں بلكہ دن اور رات مراد ہيں.

صحيح بخاری ميں عدی بن حاتم رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے كہ جب آيت:

حتی كہ سياہ دھاگے سے سفيد دھاگہ واضح ہو جائے " نازل ہوئی تو ميں نے سفيد اور سياہ عقال (اونٹ كا گھٹنہ " باندھنے والی رسی) لے كر اپنے تكيہ كے نيچے ركھ ليا اور اسے ديكھنے لگا ليكن مجھے وہ واضح نظر نہ آيا چنانچہ ميں صبح رسول كريم صلی اللہ عليہ وسلم كے پاس گيا اور اس كا ذكر آپ سے كيا تو رسول كريم صلی اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" اس سے تو رات كی سياہی اور صبح كی سفيدی مراد ہے "

صحيح بخاری حديث نمبر (1916).

اور بخاری كی ايك روايت ميں يہ الفاظ ہيں:

" تم بہت عريض ہو "

(صحیح بخاری حدیث نمبر 4510).

اور ایك روایت میں یہ الفاظ ہیں:

"پھر تو آپ كو تكیہ بہت وسیع و عریض ہے، كہ سفید اور سیاہ دھاگہ آپ كے تكیہ كے نیچے تھے "

(صحیح بخاری حدیث نمبر 4509).

اور ایك روایت كے الفاظ یہ ہیں:

" یقینا تم بہت عریض اور چوڑی گدی كے مالك ہو "

(صحیح بخاری حدیث نمبر 4510).

عدی رضی اللہ تعالی عنہ كا واقعہ " من الفجر " نازل ہونے كے بعد كا ہے، یعنی سابقہ سھل والی حدیث كے بعد كا.

بعض علماء كرام نے عدی رضی اللہ تعالی عنہ كی غلطی اور خطاء كا عذر یہ پیش كیا ہے كہ عدی رضی اللہ تعالی عنہ كو سھل رضی اللہ تعالی عنہ كی حدیث كا علم نہ تھا، یا پھر ان كی قوم كی لغت میں سیاہ اور سفید دھاگہ رات اور دن پر نہیں بولا جاتا تھا.

اسی لیے ابن حبان رحمہ اللہ نے عدی بن حاتم رضی اللہ تعالی عنہ كی حدیث كا عنوان " عرب كی لغت كا ایك دوسرے سے فرق ہونے كا بیان " ركھا ہے، اور اس سے اس بات كی طرف اشارہ كیا ہے كہ عدی رضی اللہ تعالی عنہ كی زبان میں رات كی سیاہی اور دن كی سفیدی كو سیاہ اور سفید دھاگے سے مراد نہیں لیا جاتا تھا.

قرطبی رحمہ اللہ تعالی كہتے ہیں:

عدی رضی اللہ تعالی عنہ كی حدیث سھل رضی اللہ تعالی عنہ كی حدیث سے بعد كی ہے، گویا كہ عدی رضی اللہ تعالی عنہ تك سھل رضی اللہ تعالی عنہ كی حدیث نہیں پہنچی تھی، بلكہ انہوں نے صرف آیت سنی اور اس سے وہی سمجھا جو انہوں نے كیا اور پیش آیا. اھـ

اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ كہتے ہیں:

رہا عدی رضی اللہ تعالی عنہ كا مسئلہ لگتا ہے كہ ان كی قوم كے لغت اور ز بان میں بطور استعارہ صبح كے لیے دھاگے كا استعمال نہیں تھا، یا پھر وہ " من الفجر " كے الفاظ بھول گئے تھے، حتی كہ نبی كریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس كی یاد دہانی كرائی. اھـ

قاضی عیاض رحمہ اللہ کی متابعت کرتے ہوئےامام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" بعض وہ اعرابی جنہیں فہم نہ تھی انہوں نے سفید اور سیاہ دھاگے کے الفاظ کو ظاہر پر محمول کیا، مثلا وہ لوگ جن کے متعلق سہل بیان کرتے ہیں، اور یا پھر انہوں نے اسے ظاہر پر محمول کیا تھا جن کی لغت میں اس کا استعمال نہیں تھا مثلا عدی رضی اللہ تعالی عنہ. اھـ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عدی رضی اللہ تعالی عنہ کو " عریض گدی والا " کے الفاظ سے مخاطب کرنے کے متعلق بعض کا گمان ہےکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے غفلت اور غباوت مراد لی ہے.

ان افراد کا دعوی ہے کہ گدی چوڑی ہونے سے غباوت پر استدلال کرتی ہے، اس سلسلے میں انہوں نے ايك شعر پیش کیا ہے.

لیکن اکثر علماء جن میں قرطبی، قاضی عیاض، اور امام نووی رحمہ اللہ تعالی شامل ہیں نے اس کا انکار کیا ہے.

امام قرطبی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" اسے بعض لوگوں نے مذمت محمول کیا ہے گویا کہ وہ یہ سمجھے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جانب جہالت اور جفاء اور عدم فقہ منسوب کی ہے، حالانکہ معاملہ ایسا نہیں جس طرح وہ کہہ رہے ہیں....

بلکہ " اللہ اعلم " نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس سے مراد یہ لیا ہے کہ اگر آپ کا تکیہ وہ دونوں دھاگے جو اللہ نے مراد لیے ہیں اپنے نیچے چھپا لیتا ہے تو پھر یہ تکیہ تو بہت وسیع و عریض ہے، اسی لیے اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ فرمائے:

" بلکہ یہ تو رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے "

گویا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہا کہ: یہ دونوں آپ کے تکیہ کے نیچے کیسے آ سکتے ہیں ؟

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا:

" آپ تو بہت وسیع و عریض گدی والے ہیں "

یعنی آپ کا وہ تکیہ جو رات اور دن کو اپنے نیچے چھپا لیتا ہے مناسبت سے اس پر تو وہ ہی شخص سوتا ہے جس کی گدی چوڑی ہو. اھـ مختصرا

اور قاضی عیاض رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اس کا معنی یہ ہے کہ: اگر آپ نے اپنے تکیہ کے نیچے وہ دونوں دھاگے جو یہاں اللہ تعالی نے مراد لیے ہیں یعنی " دن اور رات نیچے لے لیے ہیں تو پھر آپ کا تکیہ انہیں ڈھانپ رہا ہے، تو اس وقت تکیہ بہت وسیع و عریض ہے، اور صحیح بخاری کی دوسری روایت " آپ تو وسیع و عریض گدی کے مالك ہیں" جو کہ ایك اور روایت " آپ بہت زخیم ہیں " کے معنی میں ہی آتا ہے. اھـ

(دیکھیں: فتح الباری شرح حدیث نمبر (1917) اور (1916) شرح مسلم للنووی حدیث نمبر (1090) اور (1091).

اس آیت سے مستنبط شدہ احکام میں یہ بھی شامل ہے کہ:

اگر کسی شخص کو طلوع فجر میں شك و شبہ ہے تو وہ یقینی طور پر طلوع فجر تك کھا پی سکتا ہے، کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

حتی کہ واضح ہو جائے .

عبد الرزاق رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے بیان کیا ہے کہ:

" جب آپ کو شك ہو تو اللہ تعالی نے آپ کے لیے کھانا پینا حلال کیا ہے "

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں: اس کی سند صحیح ہے.

اور ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ تعالی نے ابو الضحی سے بیان کیا ہے وہ کہت ہیں ایك شخص نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے سحری کے متعلق دریافت کیا تو ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کہنے لگے:

" جب تك آپ کو شك ہو کھاتے پیتے رہو حتی کہ آپ کا شك ختم ہو جائے "

ابن منذر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" اکثر علماء کرام کا قول بھی یہی ہے "

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی " الشرح الممتع " میں لکھتے ہیں:

" اگر کسی شك کو طلوع فجر میں شك ہو اور وہ روزہ توڑنے والا کوئی کام کر بیٹھے تواس کا روزہ صحیح ہے؛ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

اب تم ان (اپنی بیویوں) سے مباشرت کرو، اور جو کچھ اللہ تعالی لکھ دیا ہے اسے تلاش کرو، اور دن کا سفید دھاگہ

(رات كے سياہ دھاگے سے ظاہر ہونے تك كھاتے پيتے رہو، پھر تم رات تك روزہ مكمل كرو). البقرۃ (187

اور تبيين كا ضد اور مخالف شك اور گمان ہے، اس لے جب تك ہمارے ليے فجر واضح يقينى نہ ہو جائے اس وقت تك كھانا پينا جائز ہے، اس مسئلہ كى پانچ اقسام ہيں:

1 ـ طلوع فجر نہ ہونے كا يقين ہو، مثلا طلوع فجر كا وقت پانچ بجے ہے اور وہ ساڑھے چار بجے كھاتا پيتا ہے تو اس كا روزہ صحيح ہے.

2 ـ طلوع فجر كا يقين ہو چكا ہو، مثلا وہ ساڑھے پانچ بجے كھائے پيئے تو اس كا روزہ فاسد ہے.

3 ـ طلوع فجر ہونے ميں شك ہو كہ پتہ نہيں فجر طلوع ہوئى ہے يا نہيں تو وہ اس حالت ميں كھاتا پيتا رہے، ليكن اس كا غالب گمان يہى ہو كہ ابھى طلوع فجر نہيں ہوئى، تو اس كا روزہ صحيح ہے.

4 ـ طلوع فجر كا گمان غالب ہو اور پھر بھى كھاپى رہا ہو تو اس صورت ميں اس كا روزہ صحيح ہے.

5 ـ تردد اور شك كى صورت ميں كھاتا پيتا رہے اور اسے كچھ بھى راجح معلوم نہ ہوتا ہو تو اس كا روزہ صحيح ہے. اھـ

ديكھيں: الشرح الممتع لابن عثيمين (6 / 247).

واللہ اعلم .